سیکرٹری مالیات و صدر مجلس استقبالیہ، سردار محمد علی خان، صاحب جان، ملک محمد عثمان کانسی، ڈاکٹر غلام نبی، حضرت مولانا عبدالعلی اخونزادہ، مولانا سید عبدالرزاق، حاجی فضل الٰہی، نور محمد خان، مولوی عبدالرشید، غازی خان، حاجی میاں خان، سید اللہ داد اور سیٹھ عیسےٰ جی موسےٰ جی، قاضی محمد عیسےٰ، میر جعفر خان جمالی، اور مولانا عبید اللہ بلوچ وغیرہ آپ کے ہمراہ رہے۔ آپ نے مخالفین کے اعتراضات کے بھرپور جوابات دیئے۔

مولانا کی واپسی کی رائے یہ تھی: "میں یہاں سے واپس جاتے ہوئے مسلمانانِ بلوچستان کے قومی جذبات کا خاص اثر لے کر جا رہا ہوں۔ یہاں سے مخلص کارکنوں نے لیگ کی آواز کو اس صوبے کے علاوہ ہرات، ایران، افغانستان کی حدود تک پہنچا دیا ہے۔"

قاضی عیسےٰ کی شخصیت بڑی لچکدار اور پرکشش تھی۔ وہ بڑی نیچی سطح پر آکر مسلم عوام میں گھل مل گئے تھے۔[٢٦]

ایک جلسہ میں چوٹی کے مقررین تشریف لائے تو مسلم لیگی نوجوانوں نے جلسہ گاہ جانے والی ہر سڑک پر پکٹنگ کی۔ ہر جانے والے شخص سے درخواست کرتے کہ وہ انجمن کے جلسے کی رونق بڑھانے کا باعث نہ بنے۔ انہیں مسلم لیگ اور کانگرس کے اغراض و مقاصد بتاتے، اونچ نیچ سمجھاتے۔ اس طرح بعض چوکوں پر چھوٹے سے کارنر جلسے کا سماں بندھ جاتا۔ کبھی کبھار کسی من چلے کے اعتراضات کا جواب بھی دینا پڑتا۔ مجموعی طور پر یہ طریقہ بڑا کامیاب رہا۔

اسی زمانے میں عارف سیمابی نے کہا تھا ؎

وارِدھا کی مے لگی دل کی بجھا سکتی نہیں
الفتِ شاہِ مدینہ دل سے جا سکتی نہیں
میں مسلماں ہوں، میں مسلم لیگ ہی میں جاؤں گا۔

قائد اعظم کا دورۂ بلوچستان (جون ۱۹۴۳ء)

اس سال کو بلوچستان کی تحریک آزادی میں نمایاں اہمیت حاصل ہے کیونکہ اسی سال کے وسط میں مسلمانانِ ہند کے محبوب قائد اعظم محمد علی جناح پہلی بار بلوچستان تشریف لائے۔ اس صوبے کے مسلمان باشندوں نے انہیں ہر مقام پر والہانہ انداز میں خوش آمدید کہا۔ چند عنوانات دیکھئے:[٢٧]

بلوچستانی وفد (میر جعفر خان جمالی، سردار محمد عثمان جوگیزئی، عبدالغفور درانی اور مولانا عبدالکریم) جیکب آباد اسٹیشن پر قائد اعظم سے ملاقی ہوا۔

قائد اعظم کا اسٹیشن جھٹ پٹ پر عظیم الشان استقبال۔ بیل پٹ اسٹیشن پر قائد اعظم کا شاہانہ جلوس۔ ایک ویرانہ اسٹیشن منٹوں میں آباد شہر بن گیا۔

سبی سٹیشن پر قائد اعظم کا ناقابلِ فراموش استقبال۔

قائد اعظم کی کوئٹہ میں پہلی بار آمد

ایسا شاہانہ جلوس پھر بلوچستان کی تاریخ پیش نہیں کر سکتی۔ ۲۶ جون ۱۹۴۳ء[٢٨] کو ساڑھے آٹھ بجے صبح قائد اعظم محمد علی جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ اپنی ہمشیرہ محترمہ فاطمہ جناح اور بیگم ہارون کی معیت میں کراچی سے کوئٹہ تشریف لائے۔ عمائدین نے سپیزنڈ جنکشن پر استقبال کیا اور موٹر کار پر کوئٹہ آئے۔ پہلے آپ تھوڑی دیر کے لیے قاضی محمد عیسےٰ خان کی رہائش گاہ پر رکے پھر ٹھیک سوا نو بجے صبح عظیم الشان مجمع میں تشریف لائے۔ موٹر سے اترتے ہی وہاں پہلے پہل قائد اعظم کو مسلم بچہ لیگ کے چھوٹے چھوٹے سینکڑوں بچوں نے سلامی دی۔ آگے مسلم نیشنل گارڈ کے دستے، مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن بلوچستان کے دستے اور دیگر حضرات صف آرا تھے۔ بینڈ کی سریلی آوازوں نعرہ ہائے تکبیر کے غلغلوں، قائد اعظم زندہ باد، اسلام زندہ باد، مسلم لیگ زندہ باد کے سامعہ پرور نعروں نے ایک روح پرور سماں باندھ رکھا تھا۔ قائد اعظم تمام صف آرا حضرات کی سلامی کا جواب خنداں خنداں دیتے رہے۔ ٹھیک ساڑھے نو بجے قائد اعظم کا جلوس اسٹیشن کوئٹہ سے شہر کی طرف روانہ ہوا جس کی ترتیب یہ تھی کہ سب سے آگے گھوڑ سوار تھے۔ جن کے بعد موٹروں کی ایک لمبی قطار اور ان کے پیچھے بگھی گھوڑا کی ایک لمبی لائن تھی۔ بگھی گھوڑا کے بعد خاکساروں کا سوار دستہ اور اس کے بعد پیدل دستہ تھا۔ بعد ازاں مسلم نیشنل گارڈ کے مارچ کرتے ہوئے دستے تھے۔ پھر بینڈ تھا۔ بینڈ والوں کے پیچھے پبلک کے ہزاروں افراد دو رویہ لائنوں میں جا رہے تھے۔ ہدایات نشر کرنے کیلئے لاؤڈ سپیکر کی ایک لاری تھی۔ اس کے بعد فلم لینے والی ایک کھلی کار تھی۔ فلم لینے والوں کے ہمراہ میر جعفر خان جمالی اور سردار غلام محمد ترین جنرل سیکرٹری بلوچستان مسلم لیگ تشریف فرما تھے۔ اس کار کے بعد سکاؤٹس طلباء نے بانس کے رنگین سبز ڈنڈوں سے ایک حلقہ بنایا ہوا تھا جس کے اندر حضرت قائد اعظم کی کار کو صوبائی مسلم لیگ بلوچستان اور سٹی مسلم لیگ کوئٹہ کے کونسلر حضرات نے ایک دائرے کی صورت میں محصور کیا ہوا تھا۔

قائد اعظم کی کار میں قاضی محمد عیسےٰ خان ان کے ہمراہ مصروف گفتگو تھے اور اس سجی سجائی کار کے ڈرائیور کے ہمراہ صدر مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن بلوچستان سردار زادہ خیر محمد خان ترین تھے۔ قائد اعظم کے پیچھے عقب میں مولانا عبدالکریم ایڈیٹر ہفتہ وار "الاسلام"، کوئٹہ اور قاضی عیسےٰ خان کے پیچھے ملک محمد عثمان خان جائنٹ سیکرٹری کھڑے تھے۔ قائد اعظم کی کار سبز رنگ کی تھی جسے خوبصورت

رنگ دار اور خوشبو دار پھولوں سے اچھی طرح سجایا گیا تھا اس کار کے پیچھے بہت سی کاریں، ٹانگے اور مخلوقات کا بے شمار ہجوم آہستہ آہستہ رواں تھا۔

تمام بازاروں میں تیرہ دروازے نصب کیے گئے تھے اور قائداعظم کی تقریروں کے چیدہ چیدہ فقرات کتبوں کی صورت میں آویزاں تھے۔ ان دروازوں میں سے چند ایک کے نام تھے۔ باب العمرؓ، باب العلیؓ، باب الحسینؓ باب الفاطمہؓ، باب سید جمال الدین افغانی، باب محمد علی جوہر، باب الجناح وغیرہ' باب پاکستان، سنڈیمن ہائر سیکنڈری سکول (اب سائنس کالج) کے نزدیک مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن بلوچستان نے تیار کیا تھا۔ جہاں بے پناہ ہجوم تھا۔ باب پاکستان پر یہ شعر حسب حال تھا ؎

رنگ لائے گی یہ تحریک مقدس کچھ نہ کچھ
حق کی جانب ہوا القا ہے پاکستان کا

'باب پاکستان' پر مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے سیکرٹری مسٹر نذر محمد نے پھولوں کے ہار قائداعظم کے گلے میں ڈالے۔ پھولوں کی بارش برسائی اور مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کی جانب سے تحفہ عقیدت پیش کیا گیا۔

مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن والوں نے جلوس پر تمام راستوں میں عرق گلاب چھڑکا۔ مختلف دروازوں پر شربت، لیمن، سوڈا برف پانی تقسیم کیے جاتے رہے۔ ہر دو مارکیٹوں کے درمیان چھوٹے چھوٹے بچوں کی صفیں دیکھ کر قائداعظم نے انہیں سلامی دی۔ ان بچوں نے خوب نعرے بلند کیے۔ قائداعظم مسکرا رہے تھے۔ آپ ہلکے سیاہ رنگ کی شیروانی اور چوڑی دار پاجامہ پہنے ہوئے تھے اور آپ کے سر پر قراقلی ٹوپی تھی۔ آپ بار بار تبسم سے عوام کے سلاموں کا جواب دے رہے تھے۔

آپ کی موٹر کے ہمراہ حضرت اخونزادہ مولانا عبدالعزیز، سید مولانا عبدالرزاق اور اخونزادہ مولانا محمد اسحاق فرط عقیدت سے پیدل چلتے رہے۔ بلوچستان میں تحریک پاکستان کے ایک نامور کارکن مستری لال محمد بھی پیدل چل رہے تھے، بلند آواز سے پاکستان زندہ باد کا نعرہ بلند کیا مگر ان کا گلا خشک ہو گیا تھا۔ ان کی آواز لڑکھڑائی۔ قائداعظم نے لال محمد کی طرف دیکھا اور مسکراتے ہوئے فرمایا "اب پاکستان ہمارے نزدیک آتا جا رہا ہے کیونکہ ہماری جدوجہد پوری رفتار سے جاری ہے"۔

معاصر "الاسلام" کوئٹہ کی اطلاع کے مطابق استقبال اور جلوس میں پچاس ہزار کے قریب افراد شریک ہوئے تھے۔ جلوس کا آخری حصہ سٹیشن پر تھا اور پہلا بلوچستان مسلم لیگ کے مرکزی دفتر واقع قندھاری بازار تک پہنچا ہوا تھا۔ ساڑھے بارہ بجے جلوس مرکزی دفتر بلوچستان مسلم لیگ میں آ کر ختم ہوا۔ قائداعظم نے حاضرین سے یوں خطاب کیا۔

جناب عیسیٰ صاحب اور برادران ملت! آج جو آپ نے شاندار جلوس سے مجھے عزت بخشی ہے۔ اس کے لیے میں آپ کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر کوئی بادشاہ بھی ہوتا تو اس جلوس پر فخر کرتا۔[29] آج کوئٹہ میں جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں، میں اسے کبھی نہیں بھول سکتا اور میں اسے یاد رکھوں گا۔

برادران! میں آپ کو اس بات کا یقین دلاتا ہوں کہ آج مسلمانوں میں جان آ رہی ہے اور بلوچستان میں بھی جان آ رہی ہے۔ مسلم لیگ نے مسلمانوں کی عزت بڑھائی ہے۔ آج مسلم لیگ کی آواز نہ صرف ہندوستان بلکہ ساری دنیا میں بلند ہو رہی ہے آپ اگر ایک جھنڈے کے نیچے مسلم لیگ کے جھنڈے کے نیچے منظم ہو جائیں تو مجھے کوئی شک نہیں کہ ہم متحد ہو کر پاکستان لے کر ہی رہیں گے (پُرزور تالیاں)

استقبال کے یہ تمام انتظامات پبلک نے خود کیے تھے جس کی مثال نہیں ملتی۔ یہ تھا قائداعظم سے اہل بلوچستان کی گہری محبت اور عقیدت کا اظہار۔ 'الاسلام' کے رکن فاروق صاحب نے کہا تھا۔

مسلم کا ترجماں ہے محمد علی جناح
اسلام کا نشاں ہے محمد علی جناح
ہمارا قائداعظم ہمارا پاسباں تو ہے
سوادِ ہند کے اسلام کا روح رواں تو ہے

۲ جولائی ۱۹۴۳ء کو قائداعظم محمد علی جناح نے جامع مسجد کوئٹہ میں جمعہ کی نماز پڑھی۔ شام کے وقت صوبائی مسلم لیگ کے پنڈال (واقع اسلامیہ ہائی سکول کوئٹہ) میں رسم پرچم کشائی ادا کی اور جھنڈے کے وقار کو برقرار رکھنے پر زور دیا۔

۳ جولائی ۱۹۴۴ء کو قاضی محمد عیسیٰ کی زیر صدارت کوئٹہ میں بلوچستان مسلم لیگ کا تیسرا سالانہ اجلاس منعقد ہوا اس موقعہ پر قائداعظم نے کہا "اب وقت آ گیا ہے کہ مسلمانانِ بلوچستان بھی گراں خوابی سے چونکیں اور امتِ مسلمہ کی صفوں میں شامل ہو جائیں"۔ "باہمی حسد و کینہ پروری اور اپنے ہی کنبوں کے قائدوں کو نظرانداز کر دو، ذرا ذرا سے اختلافات نجی قضیئے اور قبیلوں کی توہم پرستیوں کو خیرباد کہہ دو، اگر تم نے اتنا کر لیا تو یقیناً بلوچستان آگے بڑھ کر اپنا باعزت مقام حاصل کر لے گا۔

"میں بلوچستان کے نوابوں کو یہ مخلصانہ مشورہ دوں گا کہ وہ دنیا کے بدلتے ہوئے حالات کو پیش نظر رکھیں"۔

"کانگرس نے مسلم لیگ میں اختلاف پیدا کرنے کے لیے بڑی باریک چالیں چلیں لیکن آخر میں وہ سب ناکام ہو گئیں۔ جب ہم ہندوؤں کی

برائی نہیں چاہتے اور ان میں افتراق نہیں پیدا کرتے تو وہ پھر کیوں اپنے اعمال سے باز نہیں رہتے"۔

آپ نے زور دے کر کہا "یاد رکھو مسلم کا خدا ایک ہے، قرآن ایک اور پیغمبر (علیہ الصلوٰۃ والسلام) ایک ہے۔ ہمارا پلیٹ فارم بھی ایک ہی ہونا چاہیئے۔ ہماری آواز بھی ایک ہی ہے اور ہمارا نصب العین فقط پاکستان ہے"۔

جب قائداعظم اس بڑے اجتماع سے انگریزی میں خطاب کر رہے تھے تو ایک بلوچستانی مرد مجاہد (علامہ عبدالعلی) رونے لگے۔ ان کے ساتھی (سردار عثمان جوگیزئی) نے حیرت زدہ ہو کر پوچھا "آپ انگریزی تو سمجھتے نہیں، روتے کیوں ہیں؟ جواب ملا" اس شخص کی آواز سے اس کے دل کا درد عیاں ہے اور اسی نے مجھے مضطرب کر دیا ہے"[۳۳]۔

دوسری رات قائداعظم نے حسب وعدہ اردو میں تقریر کی۔ مقامی باشندوں نے قائد کی زبان کو بہت پسند کیا۔

قاضی محمد عیسےٰ لکھتے ہیں[۳۴] "کھلے اجلاس میں احمد شاہ ابدالی کی ایک تلوار جس کے نقرئی دستہ پر ایک طرف نصر من اللہ و فتح" قریب اور دوسری طرف کلمۂ شہادت کندہ تھا (یہ تلوار ایک بہترین قسم کے میان میں بند تھی) نہایت عقیدت و احترام سے ان کو پیش کی گئی۔

دوسرے ہی دن برلن ریڈیو سے یہ خبر نشر ہوئی کہ اہالیان بلوچستان نے قائداعظم کو ایک تلوار پیش کی اور ان سے استدعا کی کہ اس تلوار کو ہاتھ میں لے کر انگریزوں کو ملک سے نکالا جائے"۔

قائداعظم نے اس تحفے کو قبول کرتے ہوئے کہا تھا[۳۵] "یہ تلوار جو آپ نے مجھے عنایت کی ہے صرف حفاظت کے لیے اٹھے گی لیکن فی الحال جو سب سے ضروری امر ہے۔ وہ تعلیم ہے، علم تلوار سے بھی زیادہ طاقتور ہے۔ جائیے اور علم حاصل کیجئے، میں جانتا ہوں کہ اگر وقت آ جائے تو ہم اپنی جان، اور سب کچھ قربان کر دیں گے۔ لیکن پہلے اس کی تیاری تو کر لو ہم بے کار اور بے مقصد قربانی نہیں چاہتے"۔

۵ جولائی ۱۹۴۳ء کو بڑی عیدگاہ (توغی روڈ) میں خواتین کا جلسہ ہوا جس کی صدارت لیڈی ہارون نے کی۔ قائداعظم کی ہمشیرہ محترمہ فاطمہ جناح نے بھی شرکت کی۔ بیگم عیسیٰ نے سامعین سے خطاب کیا۔

۶ جولائی ۱۹۴۳ء کی صبح گیارہ بجے قائداعظم نے گورنمنٹ سنڈیمن ہائر سیکنڈری سکول کوئٹہ (انٹر کالج چھٹی جماعت سے بارہویں تک) کا معائنہ کیا تھا۔ آپ نے فرمایا "میرے عزیز نوجوانو! میں آپ سب سے مل کر بہت خوش ہوا ہوں۔ میں نے کبھی بھی نوجوان طالب علموں کو سیاسی معاملات میں عملی حصہ لینے کو نہیں کہا۔ آپ خود مطالعہ کریں لیکن مطالعہ سے مراد کتابی کیڑا بن جانا ہرگز نہیں۔ ایسا مطالعہ جو آپ کو دنیا کے حالات سے بخوبی طور پر باخبر کر دے۔ میں امید کرتا ہوں کہ جب میں دوسری بار آؤں گا تو آپ کے اس کالج کو ڈگری بنا ہوا دیکھوں گا۔ اس وقت آپ کا کالج نہ ادھر ہے نہ اُدھر" (تالیاں)

قائداعظم کوئٹہ سے ۲۳ میل دور[۳۶] پشین بھی تشریف لے گئے تھے۔ وہاں لڑائی کے دنوں میں ایک ہوائی اڈہ تعمیر ہوا تھا۔ وہیں جلسے کا اہتمام کیا گیا۔ متعلقہ حکام نے مداخلت کرنا چاہی۔ لیکن عوامی قوت کے سامنے انہیں جھکنا پڑا۔ جلسہ وہیں خوب ٹھاٹھ سے ہوا۔ اسی میدان میں کشتی نیزہ بازی اور گھوڑ دوڑ بھی ہوئی۔ جسے دیکھنے کے لیے دس ہزار آدمیوں نے شرکت کی۔ قائداعظم نے انعامات تقسیم کئے۔ آپ نے یقین دلایا کہ اگر لوگوں نے لیگ کی تائید کی تو لیگ بھی ان کی تائید کرے گی۔

پشین میں ایک دن اور ایک رات گزارنے کے بعد روانہ ہونے سے پہلے قائداعظم نے کہا "کاش! میں ایک مہینہ یہاں رہ سکتا۔ آرام بھی مل جاتا اور کم از کم ایک لاکھ ڈالر بھی کما لیتا۔ اس پر قاضی عیسیٰ نے ایک لاکھ ڈالر کے بارے میں پوچھا۔ جواب ملا "ایک امریکن میگزین نے انہیں یہ پیشکش کی ہے کہ وہ اپنی سیاسی تحریک پر اگر لکھیں تو انہیں یہ معاوضہ ملے گا۔ اس میں آدھا تمہارا ہوتا عیسیٰ"۔

قاضی صاحب نے عرض کیا "غریب خانہ ہر وقت حاضر ہے۔ حضور آرام کریں" جواب دیا "میرے لیے آرام کہاں؟ ہمیں ابھی بہت کچھ کرنا ہے"۔

اسی دوران بلوچستان مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن[۳۷] نے اسلامیہ ہائی سکول کوئٹہ میں ایک عظیم الشان جلسے کا اہتمام کیا۔ جس کی صدارت ایک طالب علم خیر محمد خان نے کی جس سے طالب علموں کو اپنی اہمیت کا احساس ہوا اور وہ دل و جان سے تحریک پاکستان کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے۔

اس موقع پر مولوی عبدالمجید نے تلاوت کی۔ مسٹر محمد ایوب نے نظم اقبال باندازِ ترنم پیش کی۔ مسٹر نذر محمد جنرل سیکرٹری بلوچستان مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن نے خطبہ استقبالیہ پڑھا۔ قائداعظم کی تشریف آوری پر بے انداز مسرت کا اظہار کیا گیا تھا اور بلوچستان کی تعلیمی پستی کو تفصیل سے بیان کیا گیا تھا۔ جواباً آپ نے کہا: "اس وقت بھی آپ لوگ ہزاروں کی تعداد میں ہیں جو یہ کام سرانجام دے سکتے ہیں۔ آپ لوگوں کی مثال اس ہیرے کی مانند ہے جس کو ایک ماہر تراشنے والے کی ضرورت ہوتی

ہے اور جب وہ ہیرا تراشا جا چکے گا تو بلوچستان ایک شاندار صوبہ ہوگا۔"

بلوچستان میں قائداعظم کا قیام دو ماہ رہا۔ وہ خان معظم میر احمد یار خاں کی دعوت پر قلات بھی تشریف لے گئے۔ آپ نے ہر طبقہ خیال کے لوگوں سے ملاقاتیں کیں۔ اس دوران میں قائداعظم بہت خوش تھے اور اکثر کہا کرتے تھے "مجھے سیاسی دوروں میں اتنا لطف حاصل نہیں ہوا، جتنا لطف کہ میں یہاں محسوس کر رہا ہوں۔" اس پر قاضی محمد عیسیٰ نے عرض کیا کہ بلوچستان کے لوگوں کی محبت اور خلوص کا اثر ہے۔ قائداعظم نے مسکراتے ہوئے جواب دیا کہ "واقعی انگریزوں نے ٹھیک کہا ہے کہ تم لوگ بہترین دوست اور بدترین دشمن ہو۔"

قائداعظم کے ارشاد پر قاضی محمد عیسیٰ نے ایک انگریزی کتابچہ بلوچستان، کیس اینڈ ڈیمانڈ ___ جو گیارہ ابواب اور ۴۸ صفحات پر مشتمل ہے تحریر کیا تھا تاکہ جب مرکزی اسمبلی میں بلوچستان کے صوبائی حقوق کا سوال اٹھایا جائے تو صورتِ حال سے ہر شخص پوری طرح آگاہ ہو ___ چنانچہ مرکزی اسمبلی میں اس کے حوالے سے گرما گرم بحث ہوئی مگر حکومت اور ہندوؤں کی سازش سے ریزولیشن پاس نہ ہو سکا۔[۴۰]

بہار اور بنگال سے متعلق

بلوچستان مسلم لیگ کی کارکردگی

جب صوبہ بہار[۴۱] میں اس صوبہ کی کانگرسی حکومت کے اشارے پر مسلمانوں کا قتل عام شروع ہوا تو قائداعظم کے فرمان کے مطابق بلوچستان مسلم نیشنل گارڈز کا سب سے مضبوط دستہ اپنے مظلوم مسلمان بھائیوں کی امداد کے لئے بلوچستان سے بہار پہنچا اور یہ دستہ کئی ماہ تک وہاں خدمت انجام دیتا رہا۔

اس کے بعد جب صوبہ بنگال میں قحط پڑا اور لوگ لاکھوں کی تعداد میں بھوکوں مرنے لگے تو قائداعظم کی اپیل پر بلوچستان مسلم لیگ نے آبادی کے تناسب کے اعتبار سے دوسرے تمام صوبوں سے بڑھ کر اپنے بنگالی بھائیوں کے لیے مالی امداد دی۔

۲۳ مارچ ۱۹۴۴ء کو یوم پاکستان کی تقریب کے موقع پر قاضی محمد عیسیٰ[۴۲] صدر بلوچستان مسلم لیگ نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ "پاکستان مسلمانانِ ہند کا متفقہ مطالبہ ہے اور وہ اس کے حصول کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔"

آل انڈیا مسلم لیگ نے پہلی مرتبہ ۱۹۴۴ء میں صدر دفتر دریا گنج دہلی میں شعبہ اطلاعات اور پبلسٹی قائم کیا۔ قائداعظم نے یہ شعبہ قاضی محمد عیسیٰ کے سپرد کر دیا۔ جنہوں نے اپنے چار ساتھیوں نور العارفین، مسٹر کرمانی، مولانا ظفر احمد انصاری اور سید شمس الحسن (آفس سیکرٹری) کے ساتھ اسے خوب نبھایا۔

قاضی محمد عیسیٰ قائداعظم کے ارشاد پر عملدرآمد ہو کر کئی بار علی گڑھ گئے اور وہاں اردو میں خطاب کرتے رہے۔

قائداعظم کا دورۂ بلوچستان

ستمبر ۴۵ء[۴۳] میں قائداعظم اپنی ہمشیرہ محترمہ مس فاطمہ جناح کی معیت میں دوسری بار بلوچستان تشریف لائے تھے۔ پانچ ہفتے قیام فرمایا۔ دورہ "خالص ذاتی" ہونے کے باوجود بے شمار لوگوں نے ریلوے اسٹیشن پر آپ کا استقبال کیا۔ اس مرتبہ کوئٹہ میں قیام کے دوران قائداعظم نے بعض جلسوں (ان میں سے ایک اہم بلوچستان مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے زیر اہتمام منعقد ہوا تھا۔ اسلامیہ ہائی سکول کوئٹہ کے جلسے میں اسلامیہ سکول کو چھوٹا علی گڑھ کہا تھا) کو خطاب کرنے کے علاوہ متعدد بیانات اخبارات میں شائع کرائے۔

بلوچستان کے نوجوانوں[۴۴] نے قاضی محمد عیسیٰ کے بنگلے کے سبزہ زار پر قائداعظم کو استقبالیہ دیا۔ اس موقع پر ایک نوجوان فتح محمد بلوچ نے قائداعظم کی خدمت میں برصغیر کا ایک ایسا نقشہ پیش کیا جس میں بھارت اور پاکستان کی نشاندہی کے علاوہ مشرقی اور مغربی پاکستان کو ملانے کی خاطر ایک شاہراہ کا تعین بھی کیا گیا تھا اور اس پر تحریر تھا "شاہراہ قائداعظم"

بلوچستان مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے ایک فعال اور نہایت اہم رکن فضل احمد غازی کے بیان کے مطابق قائداعظم اس نقشے کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور فرمانے لگے کہ "جس پاکستان کا میں مطالبہ کر رہا ہوں ہندو کانگریس اس کو ماننے کے لیے تیار نہیں اور تم بلوچستان کے نوجوانوں نے اس میں "شاہراہ قائداعظم" کا بھی اضافہ کر دیا ہے۔ پہلے تم میرے ساتھ تعاون کرو کہ میرا تعین کردہ پاکستان بنے اور جب اس کام سے فارغ ہو گئے تو پھر یہ تمہاری مرضی کہ شاہراہ قائداعظم بناتے ہو یا نہیں۔"

[۴۵] قائداعظم خانِ قلات کی دعوت پر مستونگ بھی تشریف لے

گئے تھے۔ وہاں اپنے قیام کے دوران جب طلباء کی دعوت پر آپ ۵ اکتوبر ۱۹۴۵ء کو ہائی سکول مستونگ کا معائنہ کرنے گئے تو اس سکول کے سکاؤٹوں نے آپ کو سلامی دی اور طلباء نے آپ کی خدمت میں سپاسنامہ پیش کرنے کے بعد ۲۲۵ روپیہ تین آنہ کی تھیلی بھی پیش کی۔ اس زمانے میں بلوچستان کے مشہور رہنما میر عبدالباقی بلوچ اسی سکول میں پڑھتے تھے۔ انہوں نے قائداعظم کے سامنے چند شعر پڑھے۔ ان میں سے ایک یہ تھا۔

الٰہی یہ مسلمانانِ ہندوستان کہتے ہیں
ہمیں وہ ملک دیدے جسکو پاکستان کہتے ہیں

قائداعظم نے اپنی گرجدار آواز میں ایک مختصر سی تقریر اردو زبان میں کی۔ آپ نے حصول تعلیم پر زور دیا اور کہا کہ تعلیم کے بغیر بالکل اندھیرا ہے۔ اگر اجالے کی طرف آنا چاہتے ہو تو تعلیم کی جانب توجہ دو۔ آخر میں آپ نے پُرجوش انداز میں فرمایا ''ہم پاکستان جرور (ضرور) حاصل کریں گے''۔

۱۹۴۵ء میں قائداعظم نے فرمایا تھا تم مجھے ''چاندی کی گولیاں'' silver bullets دو۔ میں آزادی کی جنگ لڑ کر تمہیں پاکستان دوں گا''۔

روزنامہ انقلاب[۴۶] کی اطلاع کے بموجب کوئٹہ میں قائداعظم کی اپیل کے جواب میں انہیں چاندی کی دو سلاخیں موصول ہوئیں۔ جن کا وزن ساڑھے پانچ ہزار تولہ یعنی کوئی ڈیڑھ من تھا۔ مسلم لیگ کے سرمایۂ انتخاب میں یہ عطیہ کسی ایسے بلوچستانی مسلمان کی طرف سے تھا جو اپنا نام ظاہر کرنا نہیں چاہتا تھا۔

اس پر مرحوم قاضی محمد عضی نے لکھا ہے[۴۷] کہ قائداعظم کے اس تاریخی اعلان پر ایک مرتبہ پھر صوبہ بلوچستان کے لوگوں نے آبادی کے تناسب سے برِاعظم کے تمام صوبوں سے زیادہ عطیہ دیا''

قائداعظم نے کوئٹہ میں ایک جلسہ میں فرمایا تھا[۴۸]: ''میں قربانی کے اس تصور کا قائل نہیں جس کی کانگرس عادی ہے۔ لیڈری کی دستارِ فضیلت حاصل کرنے کے لیے پولیس لاٹھی چارج کو بھیڑوں کی طرح برداشت کرنا، جیل جانا، پھر وزن کی کمی کے شکوے کرنا اور اس کے بعد رہائی کا اہتمام۔ میں اس قسم کے جہاد کا قائل نہیں ہوں مگر جب جہاد اور قربانی کا موقع آیا تو میں سینہ تان کر گولی کھانے کے لیے پہلا شخص ہوں گا''۔ آپ نے مزید کہا ''مجھے خوشی ہوئی ہے کہ ہماری کوششوں کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ حکومت (بلوچستان میں) پرانی پالیسی کو ترک کرنے پر آمادہ ہوگئی ہے۔ مثلاً بلدیہ کا انتظام بدل دیا گیا ہے۔ ان اصلاحات کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ مرکزی اسمبلی میں بلوچستان کا ایک نمائندہ لیا گیا ہے اور تعلیمی اصلاحات کے لیے رقم میں اضافہ کر دیا گیا ہے۔ گو یہ اصلاحات محدود ہیں مگر اصول تسلیم کر لیا گیا ہے۔ مسلمانوں کے تمام طبقوں میں اتحاد کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ بلوچستان کے مسلمان کل ہند و مسائل میں اہم حیثیت اختیار کر چکے ہیں۔ اب کسی مسلمان صوبے کی آواز کی غلط نمائندگی ناممکن ہے کیونکہ اسلامی مفاد کی نمائندگی اب مسلم لیگ کا واحد فریضہ بن چکا ہے''۔

بلوچستان سے دستور ساز اسمبلی کے لیے مسلم نمائندہ کا انتخاب

قیام پاکستان سے پیشتر ۱۹۴۶ء میں جب ہندوستان کی عبوری حکومت بن رہی تھی تو بلوچستان سے ایک ممبر لیا جانا تھا۔ یہ انتخاب کوئٹہ میونسپل کمیٹی کے ۲۴ نامزد مگر غیر سرکاری ممبروں اور شاہی جرگہ کے ۵۲ ممبروں یعنی کل ۷۶ اصحاب کو کرنا تھا[۴۹]۔

بلوچستان پراونشل مسلم لیگ کے جنرل سیکرٹری سردار غلام محمد خان ترین نے گورنمنٹ بلوچستان کے ایجنٹ گورنر جنرل کی خدمت میں ایک عرضداشت پیش کی۔ جس میں مطالبہ کیا گیا کہ ''دستور ساز اسمبلی کے لیے بلوچستان سے مسلمان نمائندہ کے انتخاب میں کوئٹہ میونسپل کمیٹی کے صرف مسلم ارکان کو ووٹ دینے کا حق حاصل ہو۔ اگر مسلمان نمائندہ کے انتخاب میں کمیٹی کے غیر مسلم ارکان کو بھی ووٹ دینے کا حق ہوا تو یہ امر مسلم مفاد کے لیے سخت مضرت رساں ثابت ہوگا''۔ اس عرضداشت میں مزید کہا گیا کہ

۱۔ بلوچستانی نمائندے کا انتخاب جمہوری طریق سے ہو۔

۲۔ ہر امیدوار سے مطالبہ کیا جائے کہ وہ انتخاب میں حصہ لینے سے پہلے باقاعدہ طور پر زرِ ضمانت داخل کرے۔

۳۔ نامزدگی کے کاغذات داخل کرنے کی تاریخ میں مزید توسیع کرتے ہوئے اواخر جولائی کی کوئی تاریخ مقرر کی جائے[۵۰]۔

کوئٹہ میں ۸ جولائی ۱۹۴۶ء کو صوبہ مسلم لیگ کے زیر اہتمام حاجی رحمت اللہ کی صدارت میں ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا[۵۱]۔ اس میں تقریر کرنے

ہوئے قاضی محمد عیسٰی نے شاہی جرگہ کے سرداروں سے مطالبہ کیا کہ دستور ساز اسمبلی کے لیے بلوچستانی نمائندہ کے انتخاب کے سلسلہ میں سیاسی پارٹیوں کا راستہ روکنے کی کوشش نہ کریں بلکہ ہمارے ساتھ شامل ہو کر ہمیں ایسا نمائندہ منتخب کرنے میں مدد دیں جسے مسلم لیگ کی حمایت حاصل ہو اور جو بلوچستان کے حقوق کے لیے لڑ سکتا ہو۔

نوائے وقت کی ایک خبر سے پتہ چلتا ہے کہ انہی دنوں بلوچستان پراونشل مسلم لیگ کے صدر قاضی عیسٰی دستور ساز اسمبلی کے لیے بلوچستان کے نمائندہ کے انتخاب کے سلسلہ میں قائداعظم سے ملاقات کرنے کے لیے حیدرآباد گئے۔[۵۲]

بلوچستان سے دستور ساز اسمبلی کے لیے کانگرس کی جانب[۵۳] سے کانگرس بلوچستان شاخ کے صدر خان عبدالصمد خان خود امیدوار تھے اور مسلم لیگ کے پسندیدہ امیدوار کے طور پر نواب محمد خان جوگیزئی کا نام پیش کیا گیا تھا کیونکہ لیگ اس کے خلاف تھی کہ کوئٹہ میونسپل کمیٹی کے ہندو ممبر بھی اس انتخاب میں ووٹ دیں۔ مگر لیگی ووٹر نواب محمد خان کی حمایت کریں گے۔

معاصر نوائے وقت نے اپنے ایک اداریہ میں لکھا تھا کہ "نواب صاحب موصوف قائداعظم کو ایک خط لکھ کر انہیں یہ یقین دلا چکے ہیں کہ وہ مسلم لیگ کے وفادار ہیں اور لیگ کی پالیسی اور پروگرام کے تحت کام کریں گے"[۵۴]

ایک طرف انگریزوں کی ریشہ دوانیاں[۵۵] تھیں اور دوسری جانب کانگرس نے یہ نشست حاصل کرنے کے لیے دونوں ہاتھوں سے سونا چاندی لٹانا شروع کر دیا تھا۔ یہ بہت ہی خوفناک حربے تھے ان حربوں کو بے اثر بنانے کے لیے پاکستان دوست طاقتوں نے بھی تگ و دو شروع کر دی۔ ان کوششوں میں میر جعفر خان جمالی، نوابزادہ جہانگیر شاہ (بقول نسیم حجازی" حاجی جہانگیر شاہ ایک مخلص کارکن کی حیثیت سے انتہائی خاموشی کے عالم میں تحریکِ پاکستان اور قیام پاکستان کیلئے نمایاں خدمات سرانجام دیتے رہے ہیں") اور نسیم حجازی کا کردار ناقابل فراموش ہے۔ نسیم حجازی نے تجویز پیش کی کہ انتخابات کی تاریخ سے چند روز پیشتر سرداروں کے وفد کو اے جی جی (ایجنٹ ٹو گورنر جنرل) بلوچستان سے ملنا چاہیے۔ بالآخر کوششِ بسیار کے بعد چالیس سرداروں نے نواب محمد خان جوگیزئی کی حمایت کے اعلان پر دستخط کر دیئے اور پھر یہ سردار اے جی جی سے ملنے گئے۔ اس حمایت کی خبر تنظیم کوئٹہ میں چھپ گئی اور اس کا یہ اثر ہوا کہ کانگرس کو اپنے ناپاک عزائم پورے کرنے کا موقع نہ ملا چنانچہ انتخابات سے کئی روز پہلے ہی نتائج کا فیصلہ ہو گیا۔ ۶۵ اراکین (شاہی جرگہ ۵۳، میونسپل کمیٹی کے غیر سرکاری اراکین ۱۲) میں سے ۴۰ اراکین واضح اکثریت رکھتے تھے۔ اس انتخاب میں کانگرس کے امیدوار کو بمشکل دس ووٹ ملے اور نواب محمد خاں جوگیزئی بھاری اکثریت سے کامیاب ہو گئے۔

ان کی یہ کامیابی بلوچستان میں تحریکِ پاکستان کی کامیابی کا سنگِ بنیاد ثابت ہوئی۔ اس سے پاکستان کے حامی عناصر کے حوصلے بلند ہو گئے اور انہیں یقین ہو گیا کہ مسلم لیگ تمام مخالفتوں، سازشوں اور دشواریوں کا منہ توڑ جواب دے کر مکمل فتح حاصل کر کے رہے گی۔

بلوچستان کی طرف سے دستور ساز اسمبلی کا نمائندہ منتخب ہونے کے بعد نواب محمد خان جوگیزئی نے ایک بیان میں کہا کہ "بلوچستان کے سرداروں کے حکم کے مطابق وہ قائداعظم کی اجازت کے بغیر اسمبلی میں شرکت نہیں کر سکتے۔ بلوچستان کے سرداروں نے ان سے یہ بھی کہہ دیا ہے کہ کوئی ایسا آئین جس کی بنا شریعت مطہرہ پر نہ ہوگی۔ بلوچستان کے عوام کے لیے قابل قبول نہیں ہو سکتا۔ مسلم لیگ کی شمولیت کے بغیر کوئی آئین تیار کرنا جائز نہیں ہوگا۔ اشد ضروری ہے کہ دونوں جماعتیں باہمی تعاون سے کام لیں بلوچستان کے عوام کی پوری ہمدردیاں مسلم لیگ کے ساتھ ہیں۔ بہار کے زہرہ گداز واقعات نے ہمیں بے حد متاثر کیا ہے اور ہم مظلوموں کے لیے امدادی رقوم جمع کر رہے ہیں۔ بلوچستان کے عوام پر کانگرس کا کوئی اثر نہیں۔ وہاں تین چار تنخواہ دار کارکنوں کے سوا کوئی بھی کانگرسی نظر نہیں آتا۔ پاکستان کی آزاد مسلمان مملکت کے قیام کے لیے بلوچستان ہندوستان کے دوسرے مسلمانوں کی پوری حمایت کرتا ہے"[۵۶]

قائداعظم نے جنوری ۱۹۴۷ء میں نواب محمد خاں جوگیزئی کو جو اہم خط تحریر فرمایا تھا اس کا اردو ترجمہ ملاحظہ فرمائیے۔

۱۰ اورنگ زیب روڈ نئی دہلی

اولڈ گورنمنٹ ہاؤس کراچی

۱۵ جنوری ۱۹۴۷ء

ڈیئر نواب صاحب

مجھے یہ سن کر بہت خوشی ہوئی کہ آپ تہہ دل سے مسلم لیگ کی حمایت کر رہے ہیں۔ اس نازک وقت میں مسلمانوں کے مابین اتحاد انتہائی ضروری ہے اور آپ جیسا صاحبِ حیثیت اور با اثر آدمی اس جدوجہد میں جو ہم پاکستان کے لیے کر رہے ہیں، مسلم قوم اور اسلام کی بہت مدد اور خدمت کر سکتا ہے۔ بلاشبہ آپ صورتِ حال کو اچھی طرح جانتے ہیں اور میرے لیے اس سے زیادہ کچھ کہنا غیر ضروری ہوگا کہ مسلمانوں

کے استحکام ہی میں ان کی نجات ہے۔
امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
آداب
آپ کا مخلص
ایم۔ اے۔ جناح

خطابات کی واپسی

۱۹۴۶ء کے وسط میں بمبئی میں آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں یہ طے پایا کہ بطور احتجاج مسلم لیگی خطاب یافتگان اپنے اپنے خطابات فوراً واپس کر دیں۔ قائداعظم کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے بلوچستان کے مندرجہ ذیل حضرات نے اپنے خطاب واپس کر دیئے:

سردار غلام محمد خان ترین، ارباب کرم خان کانسی، ملک شاہجہان خان مہترزئی، ملک جان محمد خان کانسی، محمد عثمان جوگیزئی، سیٹھ فدا علی بھائی، ملک فقیر محمد کانسی، مولوی عبدالرشید۔

صوبائی مسلم لیگ بلوچستان کی سالانہ رپورٹ برائے سال ۴۷-۱۹۴۶ء میں اُن حضرات کی خدمات کا اعتراف کیا گیا ہے جو سال بھر تحریک پاکستان کے لئے سرگرم عمل رہے۔ چند ایک نام یہ ہیں۔ سیٹھ محمد اعظم، حاجی محمد عثمان جوگیزئی، حاجی صوبیدار ناصر علی، ملک عبدالعزیز، عبدالغفور خان درانی، معراج الدین، ٹھیکیدار لال محمد، عبدالمنان، تاج محمد سردار شہر کوئٹہ، ملک محمد عثمان کانسی، ماسٹر کریم الدین، حاجی صورت خان۔

امن کی مشترکہ اپیل

جیسے جیسے تحریک پاکستان منزلِ مقصود کے نزدیک پہنچتی گئی ویسے ویسے انگریزوں اور ہندوؤں کی ریشہ دوانیوں اور فتنہ انگیزیوں میں اضافہ ہوگیا۔ چنانچہ شکست خوردہ ذہنیت کے لوگوں نے ہندوستان میں بھی فسادات کی ابتدا کرادی۔ مارچ اپریل ۱۹۴۷ء تک ان فسادات کی تباہ کاریوں میں اس قدر شدت پیدا ہوگئی کہ آخر کار قائداعظم اور مسٹر گاندھی کو برصغیر میں قیام امن کے لیے ایک مشترکہ اپیل شائع کرانا پڑی۔ صوبہ بلوچستان کے مسلمان بلاشبہ اپنے قائداعظم کے امن پسندی کے فرمان پر عمل پیرا رہے۔

قیام پاکستان کا اعلان

بلوچستان میں ریفرنڈم

۳ جون ۱۹۴۷ء کو ماؤنٹ بیٹن نے ہندوستان اور پاکستان کو آزادی دینے کا اصول تسلیم کر لیا۔ جس سے مسلم لیگ کے حوصلے مزید بلند ہو گئے اور وہ ہر سازش کا جواب دینے کے لیے پوری طرح تیار ہوگئی۔ اگرچہ کانگرسی سازشوں اور بے پناہ سرمایہ نے صورتِ حال کو خاصا بگاڑ دیا تھا۔

ایک جانب کانگرس بلوچستان کو اپنے قبضہ اختیار میں لانے کے لئے تگ و دو کر رہی تھی اور دوسری طرف انگریز مسلمانوں کی یک جہتی کو ختم کرنے کے منصوبے بنا رہے تھے۔ حاجی جہانگیر شاہ کے اس بیان سے انگریزوں کے عزائم سے پوری طرح آگاہی ہوجاتی ہے۔

"۱۰ جون کو میری ملاقات چیف میڈیکل آفیسر مسٹر سے جارڈ سے ہوئی۔ ان دنوں مسٹر فل نوشکی میں پولیٹیکل ایجنٹ تھے۔ مسٹر جارڈ نے کہا کہ ہم قلات کو ایک علیحدہ مملکت دیکھنا چاہتے ہیں، تم اپنے قبائل کے ساتھ قلات جاؤ۔ وہاں تمہاری پوزیشن بہت مستحکم ہوگی۔ ریفرنڈم کے بعد مسٹر فل ریاست قلات کے وزیر خارجہ ہوں گے اگر تم قلات نہ جانا چاہو تو اپنے پٹھان قبائل پر مشتمل پٹھانستان قائم کرلو۔ ژوب، لورالائی، کوئٹہ، پشین، نوشکی اور سبی کے اضلاع میں تمہارے قبائل موجود ہیں۔"

اس نازک صورتِ حال میں مسلم لیگی زعماء، قبائلی سرداروں اور سرفروش حضرات نے حالات کا رخ موڑنے کے لیے سر دھڑ کی بازی لگا دی۔ مسٹر مسعود (مشہور کھدر پوش) بھی کوئٹہ پہنچ گئے۔ مسعود صاحب سے جلد ہی حاجی جہانگیر شاہ، نسیم حجازی، میر جعفر خان جمالی، نواب محمد خان جوگیزئی، جمال خان بگٹی، سردار عثمان جوگیزئی، سردار غلام محمد ترین اور دودا خان مری وغیرہ کے روابط قائم ہوگئے۔

انہی ایام میں اتفاق سے مسلمان ماہر مالیات زاہد حسین بھی کوئٹہ تشریف لائے۔ ان کی نگرانی میں علی گڑھ اولڈ بوائز ایسوسی ایشن کوئٹہ نے ایک پمفلٹ "پاکستان اور اقتصادیات بلوچستان" چھاپ کر وسیع پیمانے پر تقسیم کیا۔ جس سے اس پراپیگنڈے کی نفی ہوئی کہ حکومت پاکستان بلوچستان میں حکومت چلانے کے موجودہ معیار کو برقرار نہ رکھ سکے گی۔

قائداعظم کو پوسٹ آفس سپرنٹنڈنٹ ابراہیم علی خاں کے توسط سے جنہوں نے تشکیل پاکستان میں خاموشی کے ساتھ اہم کردار ادا کیا۔ ان تمام

حالات سے آگاہ کیا گیا۔ چنانچہ قائداعظم نے اس سلسلے میں ۲۵ جون ۱۹۴۷ء کو مندرجہ ذیل بیان جاری کیا۔[۶۲]

قائداعظم کا بیان

"اب یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ بلوچستان میں ۲۹ جون کو استصواب رائے ہوگا۔ میں ہر مسلمان سے اپیل کرتا ہوں کہ ہندوستان کی دستور ساز اسمبلی کی بجائے پاکستان کی دستور ساز اسمبلی میں شامل ہونے کے حق میں ووٹ دیں۔ مجھے امید ہے کہ رائے دہندگان جو شاہی جرگہ کے ارکان (ما سوائے نمائندگان ریاست قلات) اور کوئٹہ میونسپل کمیٹی کے غیر سرکاری نمائندوں پر مشتمل ہیں اپنا فیصلہ دیتے وقت اس چیز کا احساس کریں گے کہ بلوچستان مملکت پاکستان میں ہی باعزت طور پر زندہ رہ سکتا ہے۔ علاوہ ازیں سیاسی، جغرافیائی اور اقتصادی نقطۂ نگاہ سے بھی بلوچستانی عوام کا مفاد اس امر کا مقتضی ہے کہ وہ پاکستانی دستور ساز اسمبلی میں شامل ہوں۔ کیونکہ ان کی تعلیمی، سماجی، اقتصادی اور سیاسی ترقی کے لئے صرف پاکستان ہی بلوچستان کا ممد و معاون ہو سکتا ہے۔"

"میں بلوچستان کے عوام کو یقین دلاتا ہوں کہ پاکستان میں تمام طبقوں اور مفادات سے انصاف ہوگا اور مجھے امید ہے کہ ہمارے دشمنوں نے جو گمراہ کن پراپیگنڈہ شروع کر رکھا ہے اور جس کے مطابق وہ ایک طبقہ کو دوسرے طبقہ کے خلاف اور ایک مفاد کو دوسرے مفاد کے خلاف صف آرا کر رہے ہیں وہ بلوچستان میں ہرگز کامیاب نہیں ہو سکے گا۔"

"مسلمانوں کی نجات ان کے اتحاد و یک جہتی اور تنظیم کی صورت میں ہی ممکن ہے۔ اس کے علاوہ اس لیڈر کی ذات پر اعتماد بھی ضروری ہے جو گزشتہ دس سالوں سے آپ کی خدمت کر رہا ہے۔ مجھے امید ہے کہ آپ متفقہ طور پر پاکستانی دستور ساز اسمبلی میں شامل ہونے کے حق میں رائے دیں گے۔"

قائداعظم کے اس بیان کا خاطر خواہ اثر ہوا۔ چنانچہ باہمی تبادلۂ خیال کے بعد نواب محمد خاں جوگیزئی اور میر جعفر خاں جمالی نے پاکستان کی حمایت میں مشترکہ بیان جاری کر دیا۔[۶۳]

مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے چند مستعد نوجوانوں نے شہر میں لاؤڈ سپیکر پر یہ اعلان پڑھ کر سنایا۔ جامع مسجد کوئٹہ میں مولانا ثناءاللہ خاں نے تقریر کی اور یہ اعلان پڑھ کر سنایا۔ سردار محمد عثمان جوگیزئی نے اسے جگہ جگہ پڑھ کر سنایا۔ فضا "پاکستان زندہ باد، نواب محمد خاں جوگیزئی اور میر جعفر خاں زندہ باد اور سرداران بلوچستان زندہ باد" کے نعروں سے معمور ہو گئی۔ نسیم حجازی اور عبدالغفور درانی نے اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ صلاح مشورہ کر کے نواب محمد خاں جوگیزئی کو جلوس کی صورت میں سارے شہر میں پھرایا۔ اسی موقع پر بلوچستان مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن اور مسلم نیشنل گارڈز نے بھی بڑی سرگرمی کا مظاہرہ کیا۔ فلک شگاف نعروں سے شاہی جرگہ کے ممبران تک متاثر ہوئے بغیر نہ رہے اور نتیجتہً ان کے دل کی دھڑکنوں میں "پاکستان اور صرف پاکستان" سما گیا۔ نواب جوگیزئی نے والہانہ انداز میں کہا "ہم دیکھیں گے ہمارے راستے میں اب کون حائل ہوتا ہے۔ بلوچستان، پاکستان اور صرف پاکستان کا حصہ بنے گا۔"

اسی روز "استقلال" کوئٹہ نے یہ خبر چھاپی[۶۴] کہ "تنظیم" کوئٹہ میں نواب جوگیزئی کا بیان ان کی مرضی کے خلاف شائع ہوا ہے۔ اس خبر سے نواب صاحب سخت برہم ہوئے اور انہوں نے اسی وقت ایک بیان میں کانگرس اور اس کے ہمنواؤں کو بالکل بے نقاب کر دیا۔ اس بیان میں انہوں نے پنڈت نہرو کی کئی کروڑ کی پیشکش کا بھی ذکر کیا۔

رات کو ریڈیو سے قائداعظم کا دوسرا پیغام بھی نشر ہو گیا۔ ۲۸ جون کی رات کے دس بجے تک ۵ سرداروں کے علاوہ تمام سردار پاکستان کے حق میں ووٹ دینے کا وعدہ کر چکے تھے۔ لیکن اسی رات اے جی جی نے بتایا کہ ۲۹ جون کو صرف لارڈ ماؤنٹ بیٹن کا ۳ جون ۱۹۴۷ء والا اعلان پڑھ کر سنایا جائے گا اور ۳۰ جون کو ریفرنڈم ہوگا۔ ہندو اور انگریز کی اس ملی بھگت کے خلاف تحریک پاکستان کے دیوانے ڈٹ گئے۔ انہوں نے نواب جوگیزئی کو آمادہ کر لیا کہ جیسے ہی اے جی جی مسٹر جیفرے اپنا بیان ختم کریں یہ فوراً کھڑے ہو کر کہیں کہ ہم پاکستان کے حق میں فیصلہ کر چکے ہیں۔ رات بھر تیاریاں ہوتی رہیں اور دوسرے صاحبان کو بھی ذہنی طور پر تیار کر لیا گیا۔

۲۹ جون ۱۹۴۷ء کو ٹاؤن ہال کوئٹہ کے باہر ہجوم ہی ہجوم تھا۔ ایک جانب بلوچستان مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے کارکنوں کا کیمپ لگا ہوا تھا —— ٹھیک دس بجے مسٹر جیفرے ٹاؤن ہال میں داخل ہوئے اور پروگرام کے مطابق لارڈ ماؤنٹ بیٹن کا اعلان پڑھا اور مزید سوچ بچار کے لئے ایک دن اور دینے کا اعلان کیا۔ اس پر نواب محمد خاں جوگیزئی نے کہا کہ "ہمیں مزید وقت کی ضرورت نہیں کیونکہ شاہی جرگے کے ممبر پاکستان کے حق میں فیصلہ کر چکے ہیں۔" سردار دودا خاں مری نے بھی پاکستان کے حق میں تقریر کی اور پھر چند ہی منٹ میں تائید کا غلغلہ بلند ہوا۔ یہ

۴۵ شامل ارکان کا متفقہ فیصلہ تھا۔ آٹھ غیر مسلم ارکان شریک اجلاس نہیں ہوتے تھے ـــــــ پورا ہال تالیوں اور پاکستان زندہ باد کے نعروں سے گونج اٹھا۔ ہال سے باہر کی فضا بھی پاکستان زندہ باد، قائداعظم زندہ باد کے نعروں سے معمور ہوگئی۔

بقول نسیم حجازی اس فیصلے کو منوانے میں نواب محمد خان جوگیزئی، میر جعفر خان جمالی، سردار غلام محمد خان ترین، عبدالغفور درانی، حاجی جہانگیر شاہ اور سردار محمد عثمان جوگیزئی نے ایک اہم کردار ادا کیا[۹۵]۔ علاوہ ازیں اس سلسلے میں مسلم لیگ، بلوچستان مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن، بلوچستان مسلم نیشنل گارڈز، ممبران شاہی جرگہ اور دوسرے متعدد زعما اور کارکنوں کی خدمات بھی قابل ستائش ہیں۔ ان سب کی وجہ سے آج بلوچستان دولت خداداد پاکستان کا جزد لاینفک ہے۔

بقول مولانا ظفر علی خان:-

ع ملت کو نہ بھولے گا احسانِ بلوچستان

۲۱ مارچ ۱۹۴۸ء کو خاران، لس بیلہ اور مکران کی ریاستوں نے پاکستان میں شمولیت کا اعلان کیا[۹۶] اور قیام لہٰ اشمال پر نواب حبیب اللہ خان والئے خاران، جام میر غلام قادر خان والئے لس بیلہ اور نواب میر بھائی خان والئے مکران نے دستخط کیے۔

خان معظم میر احمد یار خان نے ۲۷ مارچ ۱۹۴۸ء کو آدھی رات کے وقت پاکستان کے ساتھ قلات کے غیر مشروط الحاق کا اعلان کیا[۹۷]۔ جس سے آل انڈیا ریڈیو کے نشریہ کا پول کھل گیا کہ دو ماہ پیشتر ریاست قلات نے انڈین یونین سے الحاق کی درخواست کی تھی جسے حکومت ہند نے نامنظور کر دیا تھا۔

حوالہ جات

۱۔ تحریک آزادی بلوچستان، قاضی محمد عیسےٰ، آہنگ، کراچی، ۷ ستمبر ۱۹۷۱ء ص ۱۸۔

۲۔ یوسف عزیز مگسی (انگریزی مضمون) پروفیسر انور رومان، بولان، کوئٹہ سالنامہ ۱۹۵۵ء، تذکرہ مگسی، بشیر احمد دارقی، سکھر ۱۹۵۸ء، ص ۶۸ نصرت (عزیز مگسی نمبر) کراچی، ۵ جون ۱۹۵۷ء، میزان، کوئٹہ، ۲ اکتوبر ۱۹۶۶ء۔

۳۔ میزان، کوئٹہ، یکم جون ۱۹۵۱ء

۴۔ بلوچستان میں اردو پر تبصرہ، مشرق لاہور، ۲۳ مارچ ۱۹۷۰ء

۵۔ نظام، کراچی ۲۰ مارچ ۱۹۴۷ء، ہفتہ وار تنظیم، کوئٹہ، ۲۳ دسمبر ۱۹۴۹ء

۶۔ زمیندار لاہور، ۲۲ اپریل ۱۹۳۴ء

۷۔ تحریک پاکستان میں بلوچستان کا حصہ، ڈاکٹر انعام الحق کوثر، راولپنڈی ۱۹۷۷ء ص ۲۵۔

۸۔ بلوچستان کے حوالے سے تحریک پاکستان کے ہیرو فضل احمد غازی، زمانہ کوئٹہ، ۱۴ ستمبر ۱۹۸۶ء

۹۔ جنگ، کراچی، ۳ جون ۱۹۶۷ء بلوچستان میں اردو ص ۱۲۰، ۱۲۱

۱۰۔ تحریک آزادی، محمد حسین عنقا، ایلم، مستونگ، ۱۷ اگست ۱۹۶۶ء

۱۱۔ تحریک پاکستان بلوچستان میں، ڈاکٹر انعام الحق کوثر، لاہور ۱۹۸۶ء ص ۲۱

۱۲۔ قائداعظم میری زندگی میں، چند جھلکیاں، قاضی محمد عیسےٰ، ماہ نو، دسمبر ۱۹۷۵ء

۱۳۔ آہنگ، کراچی، ۷ ستمبر ۱۹۷۱ء ص ۱۸

۱۴۔ بلوچستان میں فارسی شاعری، ڈاکٹر انعام الحق کوثر، کوئٹہ، ۱۹۶۸ء ص ۲۰۳ تا ۲۰۵،

۱۵۔ قاضی محمد عیسےٰ خان، ریاض ملک بلوچ، ایلم (آزادی نمبر) مستونگ، ۱۷ اگست ۱۹۶۶ء ص ۱۷۔

۱۶۔ بے تیغ سپاہی، صدیق علی خان، کراچی ۱۹۷۱ء ص ۴، ۲ پر مندرج ہے کہ غیر منقسم ہندوستان میں آغا تراب اور قاضی محمد اسماعیل (برادر عزیز قاضی محمد عیسےٰ) پہلے نمبر کے ہواباز مانے جاتے تھے۔ دونوں قائداعظم کے فدائی تھے۔ دونوں نے قیام پاکستان کے بعد ملتان کے قریب ایک ہوائی حادثے میں شہادت پائی۔

۱۷۔ بے تیغ سپاہی، صدیق علی خان، کراچی ۱۹۷۱ء آخری حصہ عکس وغیرہ ص ۱۳، ۱۴

۱۸۔ پاسبان، کوئٹہ، ۱۵ جون ۱۹۳۹ء

۱۹۔ پاسبان، کوئٹہ، ۲۸ اگست ۱۹۳۹ء

قائداعظم میری زندگی میں، چند جھلکیاں، قاضی محمد عیسےٰ، ماہ نو، دسمبر ۱۹۷۵ء

۲۰۔ اس کی اطلاع آنریری سیکرٹری آل انڈیا مسلم لیگ نے قاضی محمد عیسےٰ بار ایٹ لاء صدر بلوچستان صوبائی مسلم لیگ پشین کو خط نمبری ۴۳۶۹ بتاریخ ۸ ستمبر ۱۹۳۹ء میں دی تھی۔ ہمارے پیش نظر اس خط کا عکس ہے۔

۲۱۔ آہنگ، کراچی، ۷ ستمبر ۱۹۷۱ء انتخاب اولس نیتبو، کوئٹہ ص ۱۴۱

۲۲۔ تحریک پاکستان، سید اصغر علی شاہ جعفری ص ۲۵۵،
تحریک قیام پاکستان، رفیع انور، حسن عسکری ص ۲۱۳، ۲۱۴
دی ٹرانسفر آف پاور، کے سرور حسن، ص ۱-۱۸

۲۳ روزنامہ انقلاب، لاہور، ۲۶ مارچ ۱۹۴۰ء

بقیہ صفحہ ۶۱ پر